دلیل المشرکین عربی
تصنیف
حضرت مولانا احمد الدین ٹگوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۱۷ ــــــ ۱۲۸۶ ھ
مع ترجمہ اردو
ایضاح المؤمنین
از
احقر عبدالحمید سواتی
خادم مدرسہ نصرۃ العلوم و جامع مسجد نور، گوجرانوالہ
ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

تصنیف: حضرت مولانا احمد الدین بگویؒ (۱۲۱۷ھ تا ۱۲۸۶ھ)

(تلمیذ استاذ الآفاق حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ)

مع اردو ترجمہ

از: حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی بانی مدرسہ نصرۃ العلوم

شرک اور اس کی مختلف قسمیں اور اس کی کثیر الوقوع صورتیں جو عام طور پر انسانی سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں۔ ان پر بڑے اچھے طریق سے بحث کی گئی ہے اور ہر ایک بات کی دلیل قرآنی آیات، احادیث نبویہ، قول و فعل صحابہ کرامؓ، ائمہ مجتہدینؒ کے اقوال اور سلف صالحینؒ کے مسلّمہ اصولوں کی روشنی میں کی گئی ہے۔ بلا تردد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ انشاء اللہ العزیز

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

طبع دوم

نام کتاب	دلیل المشرکین مع اردو ترجمہ ایضاح المومنین
تالیف	حضرت مولانا احمد دین بگویؒ
مترجم	حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ
تاریخ طباعت	ربیع الاوّل ۱۴۱۳ھ بمطابق ستمبر ۱۹۹۲ء
مطبع	فائن بکس پرنٹرز ۔ لاہور
قیمت	-/۶۰ روپے
ناشر	ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
تعداد	۵۰۰ (پانچ سو)

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۲۔ انجمن اسلامیہ جامع مسجد بوہڑ والی گکھڑ منڈی
۳۔ مکتبہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ
۴۔ مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور
۵۔ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
۶۔ مکتبہ سیّد احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
۷۔ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
۸۔ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵
۹۔ کتب خانہ مجیدیہ ملتان
۱۰۔ ادارہ اسلامیات انارکلی ۔ لاہور

فی اصول الفقه، معاناقد ذکرنا فی اثناء الترجمة بعموم بعضها فتذکر، وقد نفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن نفسہ تملک شیئ بعد دعوۃ جمیع قبائل قریش بقولہ یا بنی عبد مناف لا املک لکم من اللہ شیئًا الی ان قال یا فاطمۃ یا فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتقی اللہ و اعملی لا املک لک من اللہ شیئًا، فاذا نفی التاثیر عن ذاتہ المقدسۃ فعن غیرہ اولی۔

پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذات مبارکہ سے کسی چیز کے مالک ہونے کی نفی فرمائی ہے جبکہ آپ نے قریش کے تمام قبائل کو دعوت دی اور پھر ہر ایک سے خطاب فرمایا۔ عام خطاب بھی اور خاص خطاب بھی۔ آپ نے فرمایا اے بنی عبد مناف میں اللہ تعالے کے سامنے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں (یعنی ایمان اور عمل ہی تمہیں فائدہ پہنچائیگا) پھر آپ نے اپنی پیاری بیٹی نوشہ جگر خاتون جنت حضرت فاطمہؓ سے یوں خطاب فرمایا۔ کہ اے فاطمہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ اللہ سے ڈرنا اور نیک عمل کرنا میں تمہارے لئے اللہ تعالے کے سامنے کسی چیز کا مالک نہیں۔ تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات مقدسہ سے تاثیر کی نفی کر دی تو دوسرے تو بطریق اولی تاثیر کے مالک نہیں ہو سکتے۔

(۳) الشرک فی الاستعانۃ

(۳) شرک فی الاستعانت یعنی مدد طلب کرنے میں شرک کا بیان

منہا الشرک فی الاستعانۃ و طلب الحوائج من الموتی والتوجہ الیہم لینفعوا وہو من اقبح القبائح الا تری الی خصوصیۃ العبادۃ والاستعانۃ بہ عز وجل "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" ای نخصک بالعبادۃ والاستعانۃ

استعانت یعنی مدد طلب کرنے میں شرک اور مُردوں سے حاجتیں طلب کرنے اور ان کی طرف توجہ مبذول کرنے میں شرک کا ارتکاب کرنا۔ یہ شرک کی قبیح ترین صورت ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ عبادت اور استعانت تو اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے، سورۃ فاتحہ میں ہر نماز میں اللہ تعالی کے سامنے اقرار و اعتراف کیا جاتا ہے۔ کہ اے اللہ! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور اپنی تمام حاجتوں میں صرف تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ نہ

فی الحوائج ولا نعبد غیرك ولا نستعین من غیرك ،ونفی المدد والنصرۃ من غیرہ تعالٰی " وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ "، والشفاعۃ " مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ " وحصر النصر فی ذاتہ تعالٰی " وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ " وکفایتہ اللّٰہ بکونہ ولیا ذا مدد ونصیرا " وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِیًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِیْرًا ـ

تیرے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں اور نہ کسی سے مدد طلب کرتے ہیں (اس سے مراد غائبانہ اور ما فوق الاسباب استعانت ہے۔ کیونکہ ظاہری اور عالم اسباب کے تحت ایک دوسرے سے مدد طلب کرنا شرک نہیں) اور دیکھو اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں اپنی ذات کے سوا غیر سے مدد اور نصرت چاہنے کی نفی فرمائی ہے چنانچہ سورۃ بقرۃ آیت ۱۰۷ میں فرمایا، کہ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مددگار نہیں، اور اسی طرح شفاعت کی نفی فرمائی سورہ سجدہ آیت ۴ میں ارشاد ہوتا ہے، تمہارے لئے اس اللہ تعالٰی کے سوا کوئی کارساز اور شفیع (سفارش کرنے والا) نہیں کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔ اور پھر خدا تعالٰی نے نصرت کو اپنی ذات میں منحصر فرمایا ہے سورۃ انفال آیت ۱۰ میں ہے، اور نصرت نہیں، مگر اللہ تعالٰی کی طرف سے بیشک اللہ تعالٰی غلبے والا اور حکمت والا ہے۔ اور کفایت کرنا بھی اللہ تعالٰی کے ساتھ ہی خاص ہے کیونکہ وہ کارساز، مدد کرنے والا اور نصرت دینے والا ہے، سورہ نساء آیت ۴۵ میں ہے۔ اور کافی ہے اللہ تعالٰی کارساز اور کافی ہے اللہ تعالٰی نصرت کرنے والا۔

واثبات ملك السموٰت والارض والاحیاء والاماتۃ والامداد والنصرۃ لہ ـ والنفی عن غیرہ سمت تعالٰی " اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ـ والانکار

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور ملکیت، زندہ کرنا اور مارنا، امداد ونصرت، سب اسی اللہ تعالٰی کے لئے ثابت ہیں اور اس کے سوا دوسروں سے خدا تعالٰی نے ان چیزوں کی نفی فرمائی ہے۔ چنانچہ سورۃ توبہ آیت ۱۱۶ کا ارشاد ہے، بے شک اللہ تعالٰی کے لئے ہی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارے لئے اللہ تعالٰی کے سوا کوئی بھی کارساز اور مددگار نہیں، پھر اللہ تعالٰی نے کسی کو کارساز بنانے سے منع فرمایا ہے۔ سورۃ انعام

(فی تخلیص) المُستَضعَفِینَ
(عن ایدی الکفار) وقال ابن
عباسؓ کنت وامی منھم (مِنَ
الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالوِلدَانِ
الَّذِینَ یَقُولُونَ ربنا) رَبَّنَا
اَخرِجنَا مِن ھٰذِہِ القَریَۃِ
الظَّالِمِ (مکۃ الکافر) اَھلُھَا
وَاجعَل لَنَا مِن لَّدُنکَ وَلِیًّا
(یتولی امورنا) وَاجعَل لَنَا
مِن لَّدُنکَ نَصِیرًا۔" وقد
استجیب دعاءھم بان تیسر
لبعضھم الخروج الی المدینۃ
وجعل من بقی منھم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ناصرًا
وولیًّا۔ وسلب الولایۃ والنصرۃ
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم من
کل احد لو اتبع اھواء الکفرۃ
"وَلَئِنِ اتَّبَعتَ (فرضًا) اَھوَاءَھُم
بَعدَ الَّذِی جَاءَکَ مِنَ العِلمِ
مَا لَکَ مِن عذاب اللہ مِن
وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیرٍ۔"

ہاتھ سے چھڑانے کی کوشش نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ کمزور مرد، عورتیں
اور بچے کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم کو اس بستی (مکہ) سے جس
کے رہنے والے کافر ہیں نکال دے۔ اور ہمارے لئے اپنی طرف سے
کوئی ایسا متولی مقرر فرما دے جو ہمارے معاملات کی کفالت کرے۔
اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی خاص مدد کرنے والا مقرر فرمائے
چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی۔ بعض کے لئے خدا تعالیٰ نے مدینہ طیبہ کی
طرف نکلنے کا راستہ آسان کر دیا۔ اور باقیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے
اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مددگار اور معاون بنا دیا (مکہ فتح
کرانے کے بعد) اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
سے فرمایا کہ کسی کی نصرت اور امداد آپ کو حاصل نہ ہو سکے گی اگر آپ
نے ان کافروں کی خواہشات کی پیروی کی۔ چنانچہ سورہ بقرۃ آیت ۱۲۰
میں ہے۔ اگر بالفرض آپ نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی بعد اس
کے کہ آپ کے پاس علم آ چکا ہے تو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بھی
آپ کو بچانے والا نہیں ہوگا۔ اور نہ کسی طرف سے کوئی نصرت کرنے
والا ہوگا۔

والاستمداد والاستغاثۃ التی
جاء فی الاحادیث فصورتھا

باقی استمداد اور استغاثہ جس کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ تو اس
کی صورت (اور اس کا مطلب) یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کامل شخص

ان يقول عند مرقد الكامل كالنبي والشهيد والذي بشر له بدخول الجنة "يا الهي ان هذا الشخص محبوب ومقرب لك في اعتقادي تسهل امري فلانا بحبه وبحرمته فهي جائز بلاخلاف في حضور المرقد وعدمه وبهذا اندفع الله التنافي بين احاديث الاستغاثة والآيات النافية لها - واما ان قال يا نبي الله مثلاً في الحالين اعطني ولدا او حفظ علم او اشف مريضي او سهل حاجتي كذا وكذا فقد كفر لانكاره القرآن "وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ" نیست برائے شما بجز خدا تعالیٰ کسے مددکنندہ ونصرة دہندہ!

وان قال عند حضور مرقده اے فلان اسئل من الله تعالیٰ ان يعطيني ولدا او حفظ علم او سهل لي حاجة كذا او يشفي مريضي فهو مختلف فيه، فالبعض قالوا بعدم جوازه، لكن في غير

مثلاً نبی یا شہید یا ایسا شخص جس کو جنت کے داخلہ کی بشارت سنائی گئی ہو اس کے مرقد (قبر) پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا کرے۔ کہ یہ شخص تیرا محبوب اور مقرب ہے میرے اعتقاد میں پس اس کی محبت اور اس کی حرمت و برکت سے میرے فلاں کام کو آسان فرما دے تو اس قسم کی استمداد اور استغاثہ بلا خلاف جائز ہے۔ خواہ قبر کے نزدیک ہو یا دور۔ اس توجیہ و تعبیر سے یہ اشکال رفع ہو جاتا ہے۔ کہ قرآن کی آیات سے تو استغاثہ اور استمداد کی نفی معلوم ہوتی ہے۔ تو احادیث میں اس کا جواز کیسے ہو گیا (کیونکہ استغاثہ اور استمداد جو احادیث میں مذکور ہے اس سے مراد طریق مذکور پر خدا تعالیٰ سے دعا کرنا ہے) اور اگر صورت ایسی ہے کہ قبر کے نزدیک ہو یا دور لیکن یوں کہتا ہے۔ کہ اے اللہ کے نبی یا اے شہید! آپ مجھے بیٹا دیں۔ مجھے علم یاد کرا دیں یا میرے مریض کو شفا بخشیں یا میرے فلاں کام اور ضرورت کو پورا کر دیں۔ تو ایسی صورت میں یقیناً ایسا کہنا کفر ہو گا۔ کیونکہ اس شخص نے صریح قرآن کریم کا انکار کیا سورہ بقرہ آیت ۱۰۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کارساز اور مددگار نہیں اور یہ شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری ہستیوں کو کارساز اور حاجت روا بنا رہا ہے لہٰذا یہ کفر ہے۔ اور اگر کوئی شخص قبر پر حاضر ہو کر کہے اے فلاں اللہ تعالیٰ سے تم سوال کرو کہ وہ مجھے بیٹا دے یا مجھے علم حاصل اور یاد ہو جائے۔ یا میری فلاں حاجت کو میرے لئے آسان کر دے، یا میرے مریض کو شفا دے، تو اس طرح دعا کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض جواز کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔ لیکن عدم جواز ان لوگوں کی قبروں پر ہے جو ان کے علاوہ ہیں جن کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے۔

ما ذكرنا لانهم جماد لا حيوة لهم من كل وجه وليس لنا علم بانتقالهم بالايمان لان خوف الزوال باقٍ في حق كل من سوا من ذكرنا، وشعورهم وعلمهم بالزائر في كل وقت يزور رد الحال، في بعض الاحاديث ثبت التوقيت وفي بعضها الاطلاق، وجهل التاريخ حتى يثبت النسخ والقطع على كونهم مغفورين، والاستعانة بهذا الطريق موقوفة على الايمان قطعاً والشعور والعلم بالزائر في كل وقت يزور وكون المزور مغفوراً قطعاً- ولا يدل دليل على المغفورية قطعاً فكيف يجوز الاستعانة بالطريق المذكور

(یعنی انبیاء، شہداء اور وہ لوگ جن کو جنت کی بشارت خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان سے مل چکی ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی قبروں پر اس قسم کی دُعا کرنا جائز نہیں) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو یہ بالکل بے جان ہستیاں ہوں گی اور ان میں کسی قسم کی حیات نہیں اور اگر وہ ذی حیات ہوں، تو پھر ان کا اس دنیا سے ایمان کے ساتھ منتقل ہونا ہمیں معلوم نہیں، کیونکہ سوائے انبیاء علیہم السلام اور ان لوگوں کے جن کے بارے میں بشارت وارد ہو چکی ہے باقیوں کے حق میں زوال ایمان کا خوف باقی ہے۔ پھر قبر پر آنے والے اور زیارت کرنے والے کے متعلق انکو ہر وقت اس کا علم ہو اس کا بھی یقین نہیں دراں حالیکہ بعض احادیث میں ان کا سننا اور جاننا خاص اوقات کے ساتھ موقت معلوم ہوتا ہے، اور بعض احادیث میں اطلاق ہے۔ تاریخ کا پتہ نہیں تاکہ نسخ ثابت کیا جا سکے اور پھر ان کا مغفور ہونا بھی قطعی طور پر ثابت نہیں اور اس طریقہ سے دُعا اور استعانت موقوف ہے قطعی ایمان پر، اور ساتھ یہ بھی کہ زائر کا انکو علم و شعور بھی ہو جس وقت وہ زیارت کے لئے آتا ہے، اور جس کی زیارت کی جارہی ہے وہ قطعی مغفور ہو، اور کوئی قطعی دلیل نہیں جس سے ان کے مغفور ہونے کا قطعی یقین ہو، تو اس طریق سے استعانت کیسے درست ہو گی (کیونکہ یہ طریق دراصل شفاعت ہے اور شفاعت کے لئے وہ شرائط ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے، تو اس طرح دُعا کرنی درست نہ ہو گی)۔

وبعضهم مالوا الى جوازها بهذا الطريق لانهم يقولون للاولياء بعد الممات قرباً مثل الحيات اوازيد منه، فلا بعد لعلهم يعرض

اور بعض علماء کا میلان اس طرف ہے کہ اس طریق پر دُعا کرنی درست ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اولیاء کرام کو مرنے کے بعد بھی قرب حاصل ہوتا ہے، زندگی کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ یعنی اللہ تعالیٰ کا تقرب ان کو حاصل ہوتا ہے، تو کیا بعید ہے کہ کسی سائل کی حاجت کو وہ اللہ تعالیٰ

حاجة السائل في جنابه تعالى ويصل في معرض القبول وتحصل الحاجة من جنابه تعالى وليس لهم فعل ولا تصرف في الحالين الا لله عزوجل، والارواح باقية لا فناء لها، والتصرف الحقيقي ليس الا لله تعالى فلا بعد في ان يُعطى احد شيئًا بوسيلة واحد منهم بما كانت لهم عند الله تعالى، واما الاستعانة بهذا الطريق عند غيبته عن المرقد فهو كفر يقتضي ادعاء علم الغيب للموتى "وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ" "وَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ الا الله"۔

کی بارگاہ میں پیش کر دیں اور وہ شرف قبولیت حاصل کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اسکی حاجت پوری ہو جائے۔ اب دونوں حالتوں میں ان اولیاء کرام کو کوئی اختیار اور تصرف تو حاصل نہیں اختیار اور تصرف تو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور ارواح پر تو فنا نہیں وہ تو باقی رہتی ہیں اور حقیقی تصرف تو صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، تو اس میں کیا بعد ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی حاجت براری فرما دیں کسی کے وسیلہ سے اور اس کے اس مرتبہ کے طفیل سے جو اسکو اللہ تعالیٰ کے ہاں حاصل ہے۔ لیکن اس قسم کی دعا قبر سے دور رہ کر اور غائبانہ کرنی جائز نہیں بلکہ یہ کفر ہوگا، کیونکہ ایسی صورت میں دعا کرنے والا گویا مردوں کے لئے غیب کا ادعا کرتا ہے۔ اور یہ کفر ہے۔

چنانچہ سورہ انعام آیت ۵۹ میں ہے کہ اسی اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں خزانے یا چابیاں غیب کی اس کے سوا انکو کوئی نہیں جانتا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عالم الغیب کوئی نہیں۔

والاول مذهب جمهور الفقهاء ومخالفة البعض في مقابلتهم لا يعتبر كما هو مذكور في الهداية

اور پہلا مسلک[1] جمہور فقہاء کرام کا ہے۔ اور بعض کی مخالفت جمہور کے مقابلہ میں معتبر نہیں جیسا کہ ہدایہ اور جامع الرموز میں مذکور ہے۔ اور یہ مخالفت بے اختلاف نہیں۔ فتاویٰ حمادیہ کے باب وقف میں یہ

---

[1] قولہ مذہب جمہور الفقہاء۔ مؤلف کا یہ قول محل غور ہے۔ یہ تسامح پر مبنی ہے اور صحیح نہیں۔

اولاً:- اس لئے کہ مالکی، شافعی، اور حنبلی فقہاء کرام تقریباً سبھی سماع موتی کے حق میں ہیں اور فقہاء احناف کا ایک معتد بہ گروہ بھی سماع کا قائل ہے۔ تو مجموعی حیثیت سے جمہور فقہاء کرام سماع موتی کے حق میں ہیں نہ کہ مخالف اور ان کا اختلاف اختلاف ہے نہ کہ خلاف اور یہ اختلاف معتبر ہے مردود نہیں۔

ثانیاً:- ہدایہ اور جامع الرموز وغیرہ میں باب الایمان کے سلسلہ میں جو بات بیان (باقی حاشیہ ص۱۱۴ پر)